ڈاکٹر مبارک علی

ہندوستان کے مسلمان حکمران اور خطبہ

اسلام کے ابتدائی دور میں دو قسم کے خطبوں کا رواج تھا، ایک افتتاحیہ خطبہ جو نیا خلیفہ دیا کرتا تھا اور جس میں وہ اپنا لائحہ اور پالیسی کی وضاحت کرتا تھا۔ دوسرا خطبہ وہ ہوتا تھا جو جمعے اور عیدین کی نمازمیں دیا جاتا تھا۔ ابتدائی دور میں ان دونوں خطبوں میں خلیفے کا نام یا اس کا خطاب نہیں ہوتا تھا اور اس کی حیثیت اس وقت تک شاہی علامت کی نہیں ہوتی تھی۔[۱]

سب سے پہلے حضرت ابن عباسؓ (وفات ۶۸۷ء) نے جب کہ وہ حضرت علیؓ کی جانب سے بصرے کے گورنر تھے، خطبے میں حضرت علیؓ کا نام پڑھا اور ان کے لیے دعا کی[۲] باقاعدہ سے خطبے میں مسلم حکمران کا نام شامل کرنے کی ابتدا محمد امین (۸۰۹ - ۸۱۳) کے زمانے سے ہوئی جب کہ اس کا نام مع اس کے خطابات کے خطبے میں شامل کیا گیا اور مساجد میں پڑھا گیا۔[۳] اس کے بعد یہ رسم شروع ہوگئی کہ ہر جمعے اور عیدین کی نماز میں مسلمان اجتماع کے سامنے خلیفے کا نام خطبے میں پڑھا جاتا تھا اور اس کے لیے دعائے خیر کی جاتی تھی۔ اس کے بعد خطبہ ایک شاہی علامت بن گیا کہ جب تک نئے خلیفے یا حکمران کا نام خطبے میں نہیں پڑھا جاتا تھا اس وقت تک اس کی قانونی حیثیت مستحکم نہیں ہوتی تھی۔

عباسی خلافت کی کمزوری کے زمانے میں جب کہ صوبائی حکومتیں آزاد ہوئیں تو وہاں کے حکمرانوں نے اپنی خودمختاری کے اظہار کے طور پر خطبے میں خلیفے کے نام کے ساتھ ساتھ اپنا نام بھی شامل کرایا۔ اس تبدیلی سے اس بات کا بھی اندازہ ہوتا ہے کہ خلیفے کی سیاسی طاقت کس حد تک کمزور ہوئی اور کس حد تک

---

[۱] تفصیل کے لیے دیکھیے۔ راقم الحروف کا مضمون: THE KHUTBA: A SYMBOL OF ROYALLY IN ISLAM: IN: SIND UNIVERSITY RESEARCH JOURNAL, 1978-79

[۲] ابن خلدون: مقدمہ، (انگریزی ترجمہ) نیویارک ۱۹۶۸، حصہ دوم، ص ۷۱

[۳] سرسید: مقالات سرسید، حصہ اوّل، لاہور ۱۹۶۲ء، ص ۱۸۵۔

صوبائی حکومتیں خود مختار ہوئیں۔

محمود غزنوی (۱۰۳۰ - ۹۹۸) کے عہد میں خطبے میں مزید تبدیلیاں آئیں۔ چونکہ محمود غزنوی، خلیفۂ بغداد کی مذہبی سیادت کو تسلیم کرتا تھا لہٰذا اس کی مملکت میں خطبے میں خلیفہ اور اس کا نام پڑھا جاتا تھا، لیکن جب اس نے دوسری ریاستوں کو فتح کیا تو اپنی سیاسی برتری کے اظہار کے لیے اس نے مفتوح حکمرانوں سے کہا کہ وہ خطبے میں اس کا نام بھی پڑھیں، لہٰذا خطبے میں خلیفۂ وقت محمود غزنوی اور حکمران کا نام شامل کیا جانے لگا،[۵۴] جس سے سیاسی تبدیلیوں کا اندازہ ہوتا ہے کہ سیاسی قوت ایک مرکز سے تین حصوں میں تقسیم ہوگئی۔

غزنویوں کے بعد جب غوری خاندان طاقت میں آیا تو انھوں نے بھی اسی روایت کو اختیار کیا اور انہی کے ذریعے سے یہ ہندوستان میں روشناس ہوئی۔ التتمش (۱۲۳۶ - ۱۲۱۰) نے اپنے دورِ حکومت میں ایک وفد بھیج کر خلیفے سے سندِ حکومت حاصل کی اور اس کے بعد خطبے میں خلیفے کا نام پڑھا گیا۔[۵۵] التتمش سے پہلے بھی یقیناً خطبے میں خلیفے کا نام پڑھا جاتا ہوگا اور اس کے زمانے میں خلیفۂ وقت کا نام معلوم کر کے شامل کیا گیا ہوگا۔ کیونکہ اکثر اسلامی مملکتوں میں ایسا بھی ہوا ہے کہ خلیفہ وفات پا چکا ہے لیکن نئے خلیفے کا نام معلوم نہیں اور متوفی خلیفے کا نام ہی خطبے میں پڑھا جاتا رہا۔ اس لیے التتمش نے اپنے عہد میں نئے سرے سے خلیفۂ وقت سے تعلقات قائم کیے اور اس کے نام کا خطبہ مساجد میں پڑھا گیا۔

محمد تغلق (۱۳۵۱ - ۱۳۲۵) کے زمانے تک اسلامی دنیا میں انقلابی تبدیلیاں آچکی تھیں۔ منگولوں کے حملے نے عالمِ اسلام کو تہہ و بالا کر دیا تھا اور ہلاکو خاں (وفات ۱۲۶۵) نے بغداد میں عباسی خلافت کا خاتمہ کر دیا تھا۔ اس نئی صورتِ حال میں اکثر اسلامی حکومتوں میں یا تو کسی متوفی خلیفے کا نام خطبے میں لیا جاتا تھا یا خلیفے کا نام ختم کر کے صرف حکمران کے نام کا خطبہ پڑھا جاتا تھا۔ محمد تغلق نے سیاسی وجوہ کی بنا پر اور اُن بغاوتوں کے پیشِ نظر جو اس کے خلاف پورے ہندوستان میں ہو رہی تھیں، قاہرہ میں قائم شدہ عباسی خلافت سے اپنا رشتہ جوڑا، جو مملوک سلاطین نے اپنے سیاسی فائدے کے لیے قائم کر رکھی تھی۔ اس نے ایک وفد بھیج کر خلیفے سے سندِ حکومت حاصل کی اور اپنی حکومت کے قانونی جواز کو عوام پر ثابت کرنے کے لیے

---

۵۴ مبارک علی، خطبہ: ایک شاہی علامت۔ ص ۹۲ - ۹۳

۵۵ طبقات ناصری؛ حصہ اول (اردو ترجمہ) لاہور ۱۹۷۵ - ص ۴۹۵

اس نے تمام شاہانِ سابق کو غاصب قرار دیا کہ انھوں نے خلیفے سے سندِ حکومت حاصل نہیں کی تھی، اس لیے خطبے میں سے ان تمام ہندوستانی حکمرانوں کے نام مع اپنے باپ غیاث الدین تغلق کے، جن کے پاس خلیفے کی سند نہیں تھی، نکال دیے[56]۔ محمد تغلق نے عوام کے اذہان کو متاثر کرنے کے لیے اس بات کا اہتمام کیا کہ خلیفے کا نام جب پہلی مرتبہ خطبے میں پڑھا جائے تو شان و شوکت کی ایک فضا قائم ہو۔ چنانچہ ضیاء الدین برنی لکھتا ہے کہ جب پہلی مرتبہ خلیفے کا نام پڑھا گیا تو سونے چاندی سے بھرے ہوئے طباق نچھاور کیے گئے۔ سلطان ہر جمعے کو مع اپنے امرا کے سیری کی جامع مسجد میں جاتا تھا جہاں اس کا نام خلیفے کے نام کے بعد خطبے میں پڑھا جاتا تھا[57]۔

فیروز شاہ تغلق (۱۳۸۸ - ۱۳۵۱) نے اپنی تخت نشینی کے بعد خطبے میں ترمیم کی اور ہندوستان کے تمام سابق حکمرانوں کے نام خطبے میں شامل کرائے۔ چنانچہ سراج عفیف نے وہ تمام نام دیے ہیں جو خطبے میں تھے اور وہ یہ ہیں: (۱) معز الدین محمد بن سام (۲) التتمش (۳) ناصر الدین محمود (۴) بلبن (۵) جلال الدین خلجی (۶) علاء الدین خلجی (۷) قطب الدین خلجی (۸) غیاث الدین تغلق (۹) محمد تغلق (۱۰) فیروز شاہ تغلق —— فیروز شاہ تغلق کے پورے عہد میں یہ رسم رہی کہ ان تمام حکمرانوں کے نام پورے ہندوستان میں جمعہ و عیدین کے خطبوں میں پڑھے جاتے تھے[58]۔

بغداد میں عباسی خلافت کے خاتمے اور منگولوں کے اقتدار کی وجہ سے جہاں اور تبدیلیاں آئیں، وہاں خطبے میں بھی ترمیمات ہوئیں۔ منگول حکمران جو ایران میں "ال خان" کے نام سے مشہور ہوئے تو وہ خود کو سیاسی لحاظ سے انتہائی طاقتور سمجھتے تھے، اسی لیے انھوں نے مصر میں قائم شدہ خلافت کو تسلیم نہیں کیا اور مسلمان ہونے کے بعد انھوں نے خطبے میں ایک نئی تبدیلی کی۔ اگر وہ سنی مسلک کے ہوتے تھے تو خلفائے راشدین کے اسمائے گرامی خطبے میں پڑھواتے تھے اور اگر شیعہ مسلک کے حامل ہوتے تو بارہ اماموں کے نام خطبے میں شامل کراتے تھے۔ اس کے بعد سے خطبہ دو قسم کا ہونے لگا۔ ایک سنی اور دوسرا شیعہ۔

---

[56] تاریخ فرشتہ، حصہ اوّل (اردو ترجمہ) کراچی ۱۹۷۴، ص ۴۳۸

[57] ضیاء الدین برنی: تاریخ فیروز شاہی (اردو ترجمہ) لاہور ۱۹۶۹ - ص ۷۰۰

[58] سراج عفیف: تاریخ فیروز شاہی - کراچی ۱۹۶۵ - ص ۸۴ - ۸۵

ایران میں صفوی حکومت کے قیام کے بعد وہاں شیعہ خطبے کا رواج ہوا، اور دوسری شیعہ سلطنتوں کے لیے صفوی بادشاہ مذہبی عقیدت کی ایک علامت بن گیا اور عقیدتاً وہ اس کا نام بھی خطبے میں پڑھوانے لگے۔

ہندوستان میں شیعہ خطبے کا رواج دکن میں یوسف عادل شاہ (۱۵۱۰ - ۱۴۸۹) کے عہد میں ہوا، اور بارہ اماموں کے نام خطبے میں پڑھے گئے[۹] اس کے بعد سے دکن کی اسلامی ریاستوں میں یہ ہوتا رہا کہ اگر حکمراں سُنی ہوا تو خطبے میں خلفائے راشدین کے نام شامل ہوتے اور اگر شیعہ تو بارہ اماموں کے نام۔ خطبے کی یہ تبدیلی حکمراں کے مسلک کو ظاہر کرتی تھی، چنانچہ عادل شاہ کے بعد کمال خاں سرِنوبت نے، اس کے لڑکے اسماعیل (۱۵۱۰) کی جگہ انتظامِ سلطنت سنبھالا تو خطبے میں خلفائے راشدین کے ناموں کا رواج دیا۔[۱۰]

اسماعیل عادل شاہ کے زمانے میں، ایرانی سفیر اس کے دربار میں آئے تو خطبے میں والیِ ایران کے لیے دعا مانگی گئی اور یہ سلسلہ عادل شاہی عہد میں جاری رہا۔[۱۱] ابراہیم عادل شاہ (۱۵۷۹ - ۱۵۵۷) نے خلفائے راشدین کے ناموں کے ساتھ ساتھ بارہ اماموں کے ناموں کو خطبے میں شامل کرا کے مفاہمت کی راہ تلاش کی۔[۱۲]

نظام شاہی خاندان میں، برہان نظام شاہ (۱۵۵۴ - ۱۵۰۸) نے شیعہ مذہب اختیار کیا اور اس نے خطبے کو تبدیل کر کے بارہ اماموں کے نام اس میں شامل کرائے۔[۱۳] حسین نظام شاہ (۱۵۶۵ - ۱۵۵۴) نے شیعہ خطبے کو جاری رکھا۔ اسماعیل نظام شاہ (۱۵۹۱ - ۱۵۸۹) کے امیر جمال خاں (وفات ۱۵۹۱) جو بہت بااثر تھا اور اس کی تخت نشینی میں اس کی کوششوں کو دخل تھا، وہ مہدوی عقائد رکھتا تھا، اس لیے اس نے خطبے میں سے بارہ اماموں کے نام نکلوا دیے۔[۱۴] لیکن برہان نظام شاہ ثانی (۱۵۹۵ - ۱۵۹۱) نے پھر سے شیعہ خطبہ شروع کرایا۔[۱۵]

قطب شاہی خاندان کے بانی، سلطان قلی (۱۵۴۳ - ۱۵۱۲) نے بھی اپنی سلطنت میں شیعہ خطبے کا رواج دیا۔[۱۶] اس نے شاہ اسماعیل صفوی (۱۵۲۴ - ۱۵۰۰) کا نام اظہارِ عقیدت کے طور پر خطبے میں اپنے نام سے پہلے شامل کرایا۔[۱۷] اس کے بعد سے قطب شاہی سلطنت میں یہ رواج رہا کہ بارہ اماموں اور ایران کے بادشاہوں کے نام خطبے میں شامل ہوتے تھے۔[۱۸]

---

[۹] تاریخ فرشتہ، حصہ دوم، ۸۹ - ۱۰۵ [۱۰] ایضاً: ص ۱۱۴ [۱۱] ایضاً: ص ۱۲۸

[۱۲] ایضاً: ص ۲۴۲ [۱۳] ایضاً: ص ۳۱۳ [۱۴] ایضاً، ص ۴۱۰

[۱۵] ایضاً، ص ۴۱۷ [۱۶] ایضاً: ص ۴۵۸ [۱۷] ایضاً، ص ۴۵۸، ۴۵۹ [۱۸] ایضاً: ص ۴۵۹

ہندوستان میں مغل حکمرانوں نے کبھی بھی عثمانی خلافت کو تسلیم نہیں کیا۔ مغل دورِ حکومت میں جو خطبہ پڑھا جاتا تھا، اس میں خلفائے راشدین کے ناموں کے بعد امیر تیمور سے، موجود مغل حکمران تک تمام مغل بادشاہوں کے نام شامل ہوتے تھے۔ مغلیہ دورِ حکومت میں رواج تھا کہ ہر نیا مغل حکمران اپنی تخت نشینی کے فوراً بعد آنے والے پہلے جمعے کی نماز میں مع شہزادوں اور امرا کے شریک ہوتا تھا اور جب امام خطبہ شروع کرتا تو ہر سابق حکمران کے نام پر اس کو خلعت دی جاتی اور جب وہ نئے حکمران کا نام پڑھتا تو اسے سنہری خلعت عطا کی جاتی۔[۱۹] ہندوستان کی راجپوت اور مسلمان ریاستوں میں، خطبے میں مغل حکمران کا نام پڑھا جاتا تھا۔

اورنگ زیب نے جب دکن کی ریاستوں کو فتح کیا تو اس نے وہاں شیعہ خطبے کی جگہ سنی خطبے کو رواج دیا۔ ۱۶۶۵ء میں جب اس نے قطب شاہی حکمران سے معاہدہ کیا تو اس نے معاہدے میں خاص طور سے یہ شق رکھوائی کہ خطبے سے بارہ اماموں اور صفوی حکمرانوں کے نام نکال دیے جائیں۔[۲۰]

اورنگ زیب کے جانشین بہادر شاہ (۱۷۰۷ – ۱۷۱۲) نے پہلی مرتبہ مغل سلطنت میں شیعہ خطبے کو رائج کرنے کی کوشش کی اور یہ فرمان جاری کیا کہ اس کی سلطنت میں بارہ اماموں کے نام کا خطبہ پڑھا جائے، اس کے اس فرمان کی وجہ سے پوری مغلیہ سلطنت میں مذہبی فسادات کی آگ بھڑک اٹھی اور خصوصیت سے لاہور، آگرہ اور احمد آباد میں سخت جھگڑے ہوئے۔ آخر کار بہادر شاہ نے اپنا فرمان منسوخ کیا اور پھر سے سنی خطبے کا اجرا ہوا۔[۲۱]

آخرِ عہدِ مغلیہ میں جب کہ مغل حکمران سیاسی طور سے کمزور ہوتے چلے گئے اور نئی طاقتیں ملک میں ابھرنے لگیں تو سلطنت کے آزاد اور خود مختار علاقوں سے مغل حکمران کا نام خطبے سے نکال دیا گیا۔ شاہ عالم (۱۷۵۹ – ۱۸۰۶) تک مغل حکمران کا نام خطبے میں لیا جاتا تھا۔ لیکن اس کے بعد دہلی اور اس کے قریب کے علاقوں میں تو اس کے نام کا خطبہ پڑھا جاتا تھا ورنہ ہر جگہ اس کا نام خطبے سے خارج کر دیا گیا۔[۲۲]

---

۱۹ صالح کنبوہ: عمل صالح، حصہ اول، کلکتہ ۱۹۱۲ء، ص ۲۲۶

۲۰ J. N. HOLLISTER : THE SHI'A IN INDIA, LONDON, 1953. P 124.

۲۱ خافی خاں: منتخب اللباب، حصہ چہارم، کلکتہ ۱۸۶۹ء، ص ۶۸۱ – ۶۸۲

۲۲ سر سید: ص ۱۸۷ – ۱۸۸

شاہ عالم کی وفات کے بعد سے ہندوستان کے مسلمانوں کو اس بات کا احساس ہوا کہ مغل بادشاہ اب ان کی حفاظت کے قابل نہیں تو اس کے بعد سے ہندوستان میں خطبے میں عثمانی خلیفے کا نام پڑھا گیا۔ یہ عمل ہندوستان کے مسلمانوں کے اس ذہن کی عکاسی کرتا ہے کہ وہ اس ذریعے سے خود کا عالمِ اسلام سے تعلق قائم رکھنا چاہتے تھے اور امید کرتے تھے کہ مصیبت کے وقت میں عثمانی خلیفہ اُن کی مدد کر سکے گا۔ لیکن جیسا کہ سرسید نے لکھا ہے کہ اکثر مساجد میں عثمانی خلیفے کا نام نہیں لیا جاتا تھا اور صرف یہ دعا ہوتی تھی:

اللھم ایّد المسلمین بالسلطان العادل والخیر واتباع سنن سید الموجودات[۲۳]

اے خدا مسلمانوں کی مدد کر، بادشاہ عادل کی حکومت سے ان کی مدد کر بھلائی کرنے سے اور خدا کی فرماں برداری اور رسول کی پیروی کرنے سے جو تمام موجودات کے سردار ہیں۔

ہندوستان میں خطبے کی اس مختصر تاریخ سے ہندوستان اور عالمِ اسلام کی سیاست اور اس کے نشیب و فراز کو سمجھنے میں آسانی ہوتی ہے اور اس کے ذریعے سے ہندوستان کے مسلمان حکمرانوں کے فقہی مسلک کا بھی پتا چلتا ہے۔

---

۲۳ سرسید : ص ۱۸۸

مجمع البحرین (شیعہ سنی متفق علیہ احادیث) :- از مولانا محمد جعفر شاہ پھلواروی

یہ کتاب وحدتِ امت کی طرف ایک اہم قدم ہے۔ اس میں وہ احادیث و روایات جمع کی گئی ہیں جو شیعہ اور اہلِ سنت کے درمیان متفق علیہ حیثیت رکھتی ہیں۔ شروع میں علامہ مفتی جعفر حسین مجتہد کا تعارف و تبصرہ اور علامہ نصیر الاجتہادی کی تقریظ ہے۔

صفحات ۲۸ + ۲۲۲ قیمت : -/۱۵ روپے

ملنے کا پتا :- ادارۂ ثقافتِ اسلامیہ، کلب روڈ لاہور